

21589 - اس حاملہ عورت کے روزوں کا حکم جسے روزے سے ضرر پہنچے

سوال

کیا حاملہ عورت پر رمضان اور عاشوراء کے روزے رکھنا واجب ہیں؟
میں نے اپنی حاملہ بیوی کو رمضان کے روزہ نہ رکھنے کی نصیحت کی لیکن وہ نہیں مانی، اسے کمزوری اور خون کی کمی بھی ہے، بالآخر رمضان کے آخر میں تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو گیا، اب ان ایام کا حکم ہے جس میں اس نے روزے ترک کیے تھے کیا اسے آنے والے رمضان سے قبل قضاء کرنی واجب ہے؟
کیا حاملہ عورت بھی عادی روزے رکھے گی؟
وہ ہمیشہ دوران حمل روزے رکھنے پر اصرار کرتی ہے یعنی میڈیکل رپورٹ یہ ثابت کرتی ہے کہ بچے پر روزے کا کوئی اثر نہیں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

مندرجہ بالا سوال تین امور پر مشتمل ہے :

پہلا :

حاملہ عورت کا رمضان کے روزے چھوڑنے کا حکم :

دوم :

رمضان میں اسقاط حمل پر کیا مرتب ہوتا ہے -

سوم :

رمضان کے بعد قضاء کا حکم -

- اگر حاملہ عورت کو خدشہ ہو کہ روزہ اسے یا بچے کو ضرر ہوگا تو اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے، لیکن اگر

اسے اپنے آپ یا بچے کے ہلاک ہونے یا شدید اذیت پہنچنے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں اس پر روزہ چھوڑنا واجب ہے، لیکن اسے فدیہ کے بغیر قضاء کرنا ہوگی اس میں علماء کرام کا اتفاق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو ۔

اور ایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمان ہے :

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو ۔

اور اسی طرح اس پر بھی علماء کرام کا اتفاق ہے کہ اس حالت میں فدیہ ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ یہ بھی اس مریض کی طرح ہی ہے جسے پنی ہلاکت کا خدشہ ہو ۔

اور اگر اسے صرف اپنے بچے کے بارہ میں خدشہ ہو تو بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ :

اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے ، اس کے بدلہ میں اسے قضاء اور فدیہ ادا کرنا ہوگا ۔

اور فدیہ یہ ہے کہ ہر دن کے بارہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مندرجہ ذیل آیت کے بارہ میں فرمایا :

اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتے وہ ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ادا کریں

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ :

یہ بوڑھے مرد اور عورت کے لیے رخصت تھی کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور اس کے فدیہ میں ہر دن کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں ، اور حاملہ اور دودھ پلانی والی عورت بھی جب ڈرے تو فدیہ ادا کرے ۔

ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی اولاد کے بارہ میں ڈرے ۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر (1947) علامہ

البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارواء الغلیل (4 / 18 - 25) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

دیکھیں : کتاب الموسوعة الفقهية (16 / 272) ۔

لہذا اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر حاملہ عورت کو اگر روزہ رکھنے سے ضرر ہوتا ہو یا پھر بچے کو ضرر کا اندیشہ ہو تو اس پر روزہ چھوڑنا واجب ہوگا ، لیکن یہ ضرر کوئی ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے ہی ثابت ہوگا ۔

۔ یہ تو رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنے کے بارہ میں تھا ، رہا مسئلہ عاشوراء کے روزے کے بارہ میں تو بالاجماع یہ

روزہ واجب نہیں ہے بلکہ روزہ رکھنا مستحب ہے ، اور پھر کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی

موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے ، اور جب وہ اسے روزہ رکھنے سے منع کر دے تو اس کی اطاعت کرنی واجب ہے اور پھر خاص کر جب اس میں بچے کی مصلحت شامل ہو ۔

۔ اسقاط حمل کے بارہ میں گزارش ہے کہ :

اگر فی الواقع ایسا ہی ہوا ہے جس طرح آپ نے ذکر کیا ہے کہ اس کا حمل تیسرے ماہ میں ساقط ہو گیا لہذا یہ خون نفاس کا خون شمار نہیں ہوگا بلکہ استحاضہ کا خون ہے ، کیونکہ اس سے جو کچھ ساقط ہوا ہے وہ صرف جما ہوا خون تھا جس میں شکل و صورت بھی مکمل نہیں ہوئی تھی ۔

لہذا اس بنا پر وہ نماز بھی پڑھے گی اور روزہ بھی رکھے گی چاہے خون آتا رہے کیونکہ وہ استحاضہ کا خون ہے ، لیکن ہر نماز کے لیے وضوء کرنا ضروری ہے ، اور اس پر ضروری ہے کہ اس نے جتنے روزے چھوڑے ہیں ان کی قضا کرے اور جتنی نمازیں ترک کی ہیں وہ بھی ادا کرے ۔

دیکھیں : فتاویٰ اللجنة الدائمة (10 / 218) ۔

۔ پچھلے فوت شدہ ایام کی قضاء کے بارہ میں ہم یہ کہیں گے کہ :

جس کسی کے بھی رمضان المبارک کے روزے باقی رہتے ہوں اور اس نے نہ رکھے ہوں تو اس پر لازم ہے کہ آنے والے رمضان سے قبل ہی اس کی قضاء میں روزے رکھے ۔

صرف اس کے لیے اتنا ہے کہ وہ شعبان کے مہینہ تک مؤخر کر سکتا ہے ، اور اگر دوسرا رمضان آگیا اور بغیر کسی عذر کے اس نے پچھلے رمضان کے بقیہ روزوں کی قضاء نہ کی ہو تو اس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا ۔

اور اس پر قضاء کے ساتھ فدیہ بھی دینا لازم ہوگا کہ ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے ، جیسا کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بھی اس کا فتویٰ دیا ہے اور اس فدیہ کی مقدار ہر دن کے بدلے میں اپنے ملک میں کھائی جانے والی خوراک کا نصف صاع ہے ۔

یہ فدیہ مساکین کو ادا کیا جائے گا چاہے ایک ہی مسکین کو سارا فدیہ ادا کر دیا جائے ، لیکن اگر اس تاخیر میں اس کا کوئی عذر ہو یعنی کسی مرض یا پھر سفر وغیرہ کی وجہ سے وہ قضاء نہ کر سکا ہو تو اس پر صرف قضاء ہی ہوگی ، اس پر فدیہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر اسے دوسرے ایام میں گنتی پوری کرنا ہوگی ۔¹

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے ۔



دیکھیں فتاویٰ الشیخ ابن باز (15 / 340) -

والله اعلم .